مدرسے کے چندے سے مدرسے کے عملے کو قرض دینا کیسا؟

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا مدرسے کے عمومی چندے کی رقم سے مدرسے کے عملے (جیسے مدرسین، خادمین وغیرہ) کو قرض دیا جا سکتا ہے، جبکہ وہ یہ رقم دو، تین ماہ کے اندر واپس کرنے کا کہیں؟

جواب

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

مدرسہ کا چندہ دراصل ان اخراجات کے لیے دیا جاتا ہے جو مدرسہ کے عمومی امور سے متعلق ہوں، مثلاً مدرسہ کی تعمیر و مرمت، مدرسین و عملے کی تنخواہیں، طلبا کی ضروریات اور صفائی ستھرائی وغیرہ کے اخراجات۔ اسے اِنہی مصارف میں خرچ کرنا لازم ہے۔ ذاتی استعمال میں لانا، کسی کو بطورِ قرض دینا یا مصارفِ مدرسہ کے علاوہ کسی اور کام میں استعمال کرنا، ناجائز و گناہ ہے، لہٰذا پوچھی گئی صورت میں مدرسے کے عمومی چندے کی رقم سے مدرسے کے عملے کو قرض دینے کی ہرگز اجازت نہیں۔ اگر کسی نے دیا، تو چندے کی جتنی رقم بطورِ قرض دی گئی، اتنی رقم کا تاوان مدرسہ کو ادا کرنا لازم ہوگا اور اس سے سچی توبہ بھی کرنی ہوگی۔

مدرسہ کا چندہ دراصل ان اخراجات کے لیے دیا جاتا ہے جو مدرسہ کے عمومی امور سے متعلق ہوں، چنانچہ صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہ (سالِ وفات: 1367ھ/1947ء) لکھتے ہیں: ”جب عطیہ و چندہ پر آمدنی کا دارومدار ہے، تو دینے والے جس مقصد کے لیے چندہ دیں یا کوئی اہلِ خیر جس مقصد کے متعلق اپنی جائیداد وقف کرے، اُسی مقصد میں وہ رقم یا آمدنی صَرف کی جا سکتی ہے، دوسرے میں صرف کرنا، جائز نہیں، مثلاً اگر مدرسہ کے لیے ہو، تو مدرسہ پر صَرف کی جائے اور مسجد کے لیے ہو، تو مسجد پر (خرچ کرنا ضروری ہے)۔“ (فتاوی امجدیہ، جلد3، صفحہ 42، مطبوعہ مکتبہ رضویہ، کراچی)

مدرسہ کی رقم بطورِ قرض دینا، ناجائز و گناہ ہے، جیسا کہ علامہ ابنِ عابدین شامی دِمشقی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہ (سالِ وفات: 1252ھ/1836ء) لکھتے ہیں: ”جامع الفصولين ليس للمتولي ايداع مال الوقف والمسجد الا ممن في عياله ولا اقراضه فلو اقرضه ضمن و كذا المستقرض“ ترجمہ: جامع الفصولین میں ہے: متولی کے لیے جائز نہیں کہ اپنے اہل و عیال کے سوا کسی اور کے پاس وقف اور مسجد کے مال کو امانت کے طور پر رکھے اور نہ اس کا قرض دینا جائز ہے، لہٰذا اگر اس (وقف یا مسجد کے مال) کو قرض دیا، تو

تاوان لازم ہوگا اور ایسے ہی قرض لینے والا ہے (کہ اس کے لیے بھی مالِ وقف اور مسجد کے مال سے قرض لینا جائز نہیں ہے)۔ (العقود الدریۃ فی تنقیح الفتاویٰ الحامدیۃ، جلد1، صفحہ229، مطبوعہ دار المعرفۃ، بیروت)

اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات: 1340ھ/1921ء) لکھتے ہیں: "متولی کو روا (یعنی جائز) نہیں کہ مالِ وقف کسی کو قرض دے یا بطورِ قرض اپنے تَصرف میں لائے۔" (فتاویٰ رضویہ، جلد16، صفحہ574، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاھور)

ایک اور مقام پر سوال ہوا کہ "دو مدرسوں کے متولی کو ایک وقف کا مال دوسرے میں صَرف کرنا بطورِ قرض روا یا ناروا؟ تو جواباً ارشاد فرمایا: ناجائز ہے، لان الاقراض تبرع والتبرع اتلاف فی الحال والناظر للنظر لا للاتلاف (کیونکہ قرض دینا تبرع ہے اور تبرع فی الحال تلف کرنا ہے، جبکہ متولی تو حفاظت کے لئے ہوتا ہے، نہ کہ تلف کرنے کے لئے)۔" (فتاویٰ رضویہ، جلد16، صفحہ569-570، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاھور)

مدرسہ کا چندہ بطورِ قرض دینا، ناجائز اور دیا، تو اس کا تاوان لازم ہونے کے متعلق اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات: 1340ھ/1921ء) لکھتے ہیں: "مسجد، خواہ غیر مسجد کسی کی امانت اپنے صرف میں لانا، اگرچہ قرض سمجھ کر ہو، حرام وخیانت ہے، توبہ واستغفار فرض ہے اور تاوان لازم، پھر دے دینے سے تاوان ادا ہوگیا، وہ گناہ نہ مٹا جب تک توبہ نہ کرے۔" (فتاویٰ رضویہ، جلد16، صفحہ489، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاھور)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب: مفتی محمد قاسم عطاری

فتویٰ نمبر: FSD-9588

تاریخ اجراء: 05 جمادی الاولیٰ 1447ھ/28 اکتوبر 2025ء

Dar-ul-IftaAhlesunnat (Dawat-e-Islami)
www.fatwaqa.com
daruliftaahlesunnat
DaruliftaAhlesunnat
Dar-ul-ifta AhleSunnat
feedback@daruliftaahlesunnat.net